تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

اَلعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی اَلفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّہ

فتاوٰی رضویہ

تصنیف لطیف: اعلٰی حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمۃ

مَنْ یُّرِدِ اللہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ

العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد شانزدہم ۱۶

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز

۱۲۷۲ھ ——— ۱۳۴۰ھ

۱۸۵۶ء ——— ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن ۰ جامعہ نظامیہ رضویہ

اندرون لوہاری دروازہ لاہور پاکستان (۵۴۰۰۰)

فون نمبر ۷۶۵۷۳۱۴

جلد اول

نام کتاب ——— فتاوٰی رضویہ جلد شانزدہم ۱۶

تصنیف ——— شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

فیضانِ کرامت ——— مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ

سرپرستی ——— مولانا صاحبزادہ محمد عبد المصطفٰی ہزاروی ناظمِ اعلٰی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و شیخوپورہ

اہتمام ——— مولانا صاحبزادہ قاری نصیر احمد ہزاروی ناظم شعبہ نشر و اشاعت 〃 〃 〃 〃 〃

ترجمہ عربی عبارات ——— حافظ محمد عبد الستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

پیشِ لفظ ——— 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

ترتیبِ فہرست ——— 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

تخریج و تصحیح ——— مولانا نذیر احمد سعیدی و مولانا محمد اکرام اللہ بٹ

کتابت ——— محمد شریف گل، کڑیال کلاں (گوجرانوالا)

پیسٹنگ ——— مولانا محمد منشا تابش قصوری معلم شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

صفحات ——— ۶۳۲

اشاعت ——— جمادی الاولٰی ۱۴۲۰ھ / ستمبر ۱۹۹۹ء

مطبع ———

ناشر ——— رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

قیمت ———

ملنے کے پتے:

- رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
  ۷۶۶۵۰۰۲ ۰۳۰۰/۹۴۱۵۳۰۰
- مکتبۂ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
- شبیر برادرز، ۴۰ بی، اردو بازار، لاہور

(۷) واقف کے لئے وقف پر ہمیشہ قابض رہنا ضرور نہیں بارہا واقف دوسرے کو متولی کرتا ہے قبضہ متولی کا رہتا ہے مگر حقِ واقف ساقط نہیں ہوتا۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۴۲۸: از بڑودہ ناگوارہ گجرات مرسلہ یوسف علی خاں صاحب بہادر صدر انجمن اہلسنت وجماعت
۳ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اہلسنت وجماعت کو یہ جائز ہے کہ روافض کو جامع مسجد یا غیر مساجد کا متولی اور متصرف بنائیں اور ان کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کریں اور جو مسلمان ایسا کریں ان کے لئے ازروئے شرع کیا حکم ہے؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

اہلسنت کی کسی مسجد خصوصاً مسجد جامع کا متولی رافضی کو کرنا شریعت مطہرہ و قرآن عظیم و احادیث صحیحہ و فقہ حنفی کی رُو سے اصلاً کسی طرح جائز نہیں حرام قطعی ہے۔

(۱) یہ روافض نہ اہلِ قبلہ ہیں نہ مسلمان بلکہ بالیقین کفار مرتدین ہیں، ردالرفضہ میں بکثرت کتب معتمدہ حنفی وعقائد اہلسنت سے ان کے کافر مرتد ہونے کے روشن ثبوت دیئے ہیں۔ بدائع امام ملک العلماء، و فتاوٰی امام طاہر عبدالرشید و شرح الکنز امام فخر الدین زیلعی و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

وھذا نصھا قال المرغینانی یجوز الصلاۃ خلف صاحب ھوی وبدعۃ ولا تجوز خلف الرافضی والجھمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القراٰن وحاصلہ ان کان ھوی لایکفر بہ صاحبہ تجوز الصلوٰۃ خلفہ مع الکراھۃ والافلا ھکذا فی التبیین و الخلاصۃ وھو الصحیح ھکذا فی البدائع۔[۱]

یعنی امام مرغینانی صاحب ہدایہ نے فرمایا: بدمذہب بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہے اور رافضی و جہمی و قدری اور مشبہہ اور وہ جو قرآن عظیم کو مخلوق مانتے ہیں ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور حاصل یہ ہے کہ جس میں ایسی بدمذہبی ہو جس کے سبب اسے کافر نہ کہا جائے اس کے پیچھے نماز ہوجائے گی مگر مکروہ ہوگی اور اگر اس کی بدمذہبی حدِ کفر تک پہنچی ہے جیسے رافضی وغیرہ مذکورین کہ یہ سب کافر ہیں اس کے پیچھے نماز ہوگی ہی نہیں، ایسا ہی تبیین الحقائق اور فتاوٰی خلاصہ میں ہے اور یہی صحیح ہے ایسا ہی بدائع میں ہے۔ (ت)

نیز فتاوٰی خلاصہ و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

---

[۱] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۸۴

الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما العیاذ باللّٰه فهو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللّٰه تعالٰی وجهه علی ابی بکر رضی اللّٰه عنه لایکون کافرا الا انه مبتدع [1]

رافضی اگر صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما کو معاذ اللہ بُرا کہتا اور تبرا بکتا ہو تو وہ کافر ہے، اور اگر صدیق اکبر سے مولٰی علی کو فقط افضل کہتا ہو تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔ (ت)

فتاوٰی بزازیہ و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

یجب اکفارهم باکفار عثمٰن وعلی وطلحة و زبیر وعائشة رضی اللّٰه عنهم [2]

یعنی جو لوگ حضرت عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں واجب ہے کہ ہم ان کافر کہنے والوں کو کافر کہیں۔

فتاوٰی ظہیریہ و فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

یجب اکفار الروافض فی قولهم برجعة الاموات الی الدنیا وبقولهم فی خروج امام باطن (الٰی قوله) وهؤلاء قوم خارجون عن ملة الاسلام واحکامهم احکام المرتدین [3]

یعنی رافضیوں کو کافر کہنا واجب ہے ان کے اس قول میں کہ اموات دنیا کی طرف لوٹیں گے اور اس قول میں کہ ایک چھپا ہوا امام نکلے گا اور یہ لوگ ملت اسلام سے خارج ہیں اور ان کے وہی حکم ہیں جو مرتدوں کے ہوتے ہیں۔

شرح مقاصد و شرح تحریر الاصول و ردالمحتار علی الدرالمختار وغیرہا میں ہے:

اهل القبلة معناه الذین اتفقوا علی ما هو من ضروریات الاسلام واختلفوا فی اصول سواها والا فلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات بصدور شیئ من موجبات الکفر عنه [4] اھ مختصرا۔

یعنی اہل قبلہ کے یہ معنٰی ہیں کہ جو تمام ضروریاتِ دین کو مانتا ہو اور ان کے سوا بعض عقائد میں خلاف رکھتا ہو ورنہ اس میں کچھ خلاف نہیں کہ جس اہل قبلہ سے کوئی موجبِ کفر صادر ہو وہ کافر ہے اگرچہ تمام عبادتوں پر مداومت کرے۔

---

[1] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب التاسع فی احکام المرتدین نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۲۶۴
[2] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
[3] ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″
[4] شرح المقاصد المبحث السابع فی حکم مخالف الحق من اہل القبلہ دارالمعارف النعمانیہ لاہور ۲/۲۶۹

شرح فقہ اکبر علی قاری میں ہے :

لایخفی ان المراد بقول علمائنا لا تجوز تکفیر اھل القبلۃ بذنب لیس مجرد التوجہ الی القبلۃ فان الغلاۃ من الروافض و ان صلوا الی القبلۃ لیسوا بمؤمنین[1]

یعنی پوشیدہ نہیں کہ ہمارے علماء کے اس قول میں کہ اہلِ قبلہ کو کسی گناہ کے سبب کافر کہنا جائز نہیں فقط نماز میں قبلہ کو منہ کر لینا مراد نہیں کہ غالی رافضی اگرچہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں بلا شبہ کافر ہیں۔

اور مساجد اہلسنت خصوصاً مسجد جامع کا اسے متولی کرنا اور مسلمانوں کے ایسے عظیم دینی تصرفات اس کے ہاتھ میں رکھنا اس کی عظیم تعظیم ہے اور اس کی تعظیم سخت حرام ہے بلکہ بحکم فقہائے کرام کفر ہے۔

تبیین الحقائق و طحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہما میں ہے :

لان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا[2]

اس لئے کہ اسے اگوا بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں اس کی توہین واجب ہے۔

فتاوٰی ظہیریہ و اشباہ والنظائر و درمختار میں ہے : تبجیل الکافر کفر[3] کافر کی تعظیم کفر ہے۔

(۲) اس میں اسے مسلمانوں پر ایک افسری دینا ہے اور یہ حرام ہے۔ فتح القدیر و درمختار وغیرہما میں ہے :

یمنع من استکتاب و مباشرۃ یکون بھا معظما عند المسلمین[4]

یعنی ذمی کافر کو بھی منشی بنانا یا اور کوئی ایسا عمل سپرد کرنا جس سے مسلمانوں میں اس کی بڑائی ہو جائز نہیں۔

حاوی قدسی و بحرالرائق و درمختار میں ہے :

والنظم لہ ینبغی ان یلازم الصغار فیما یکون بینہ و بین المسلمین فی کل شیئ وعلیہ فیمنع من القعود حال قیام المسلم عندہ بحر ویحرم تعظیمہ[5]

یعنی کافر اور مسلمان کے ہر معاملہ میں کافر کو دبا ہوا ذلیل رکھنا چاہئے، مسلمان کھڑا ہو تو اسے بیٹھنے نہ دیں، ایسا ہی بحر میں ہے اور اس کی تعظیم حرام ہے۔

---

[1] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر مطلب یجب معرفۃ المکفرات الاجتناب بہا الخ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۲

[2] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر ۱/۱۳۴

[3] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۵۱

[4] " " کتاب الجہاد فصل فی الجزیۃ " " " ۱/۳۵۲

[5] " " " " " " " "

(۳) مساجد و اوقاف کا متولی بنانا کیسے عظیم دینی کاموں میں ان سے استعانت ہے اور یہاں تشریحات جلیلہ پرکہ المحجۃ المؤتمنہ میں مذکور ہوئیں حرام ہے، قرآن عظیم فرماتا ہے:

لا تتخذوا منهم ولیا ولا نصیرا[1] غیروں میں سے کسی کو نہ اپنا دوست بناؤ نہ مددگار۔

تفسیر ارشاد العقل السلیم علامہ ابو السعود عمادی و تفسیر فتوحات الٰہیہ میں ہے:

نهوا عن موالاتهم لقرابة او صداقة جاهلية ونحوهما من اسباب المصادقة والمعاشرة وعن الاستعانة بهم فی الغزو وسائر الامور الدینیة[2]

یعنی مسلمان منع کیے گئے کافروں کی دوستی سے خواہ وہ رشتہ داری کے سبب ہو یا اسلام سے پہلے کے یارانے خواہ یاری اور میل جول کے اور کسی سبب سے اور منع کیے گئے اس سے کہ جہاد یا کسی دینی کام میں کافروں سے استعانت کریں۔

(۴) عقیلی و ابن حبان وغیرہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

سیأتی قوم لهم نبز یقال لهم الرافضة لا یشهدون جمعة ولا جماعة ویطعنون علی السلف فلا تجالسوا[3]

عنقریب کچھ لوگ آئیں گے ان کا ایک بدلقب ہوگا انھیں رافضی کہا جائے گا نہ جمعہ میں حاضر ہوں گے نہ جماعت میں اور سلف صالح کو برا کہیں گے تم ان کے پاس نہ بیٹھنا نہ ان کے ساتھ کھانا پینا۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے:

اذ مجالسة الاغیار تجر الی غایة البوار ونهایة الخسار[4]

اس لئے کہ غیروں کے پاس بیٹھنا حد درجہ کی بربادی اور انتہا درجہ کے نقصان کی طرف کھینچ لے جاتا ہے

جب ان کے پاس بیٹھنا نری بربادی ہے تو انھیں مساجد و اوقاف کا متولی کرنا کس درجہ کس قدر عظیم تباہی ہے۔

(۵) مسلمانوں کا ایسا عظیم کام اس کے سپرد کرنے میں اسے راز دار و دخیل کار بنانا ہے اور یہ حرام ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/ ۸۹

[2] ارشاد العقل السلیم (تفسیر ابی السعود) تحت آیۃ ۳/ ۲۸ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۳

الفتوحات الالٰہیۃ الشہیر بالجمل " " " مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۵۷

[3] العلل المتناہیۃ، حدیث ۲۵۷، دار نشر الکتب الاسلامیۃ لاہور ۱/ ۱۶۱ و الضعفاء الکبیر، حدیث ۱۵۳ ۱/ ۱۲۶

[4] مرقاۃ المفاتیح کتاب الایمان تحت حدیث ۱۰۸ المکتبۃ الحبیبیۃ کوئٹہ ۱/ ۳۰۹

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

امر حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ و لا رسولہ ولا المؤمنین ولیجۃ ط و اللہ خبیر بما یعملون[1]

کیا اس گھمنڈ میں ہو کہ یونہی چھوڑ دئے جاؤ گے اور ابھی وہ لوگ علانیہ ظاہر نہ ہوئے جو تم میں سے راہِ خدا میں پوری کوشش کریں اور اللہ و رسول و مسلمین کے سوا کسی کو اپنا رازدار و دخیل کار نہ بنائیں اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے:

نھی اللہ تعالٰی المؤمنین ان یتخذوا بطانۃ من غیر المؤمنین فیکون ذٰلک نھیا عن جمیع الکفار، ومما یؤکد ذٰلک انہ قیل لعمر رضی اللہ تعالٰی عنہ ھٰھنا رجل من اھل الحیرۃ نصرانی لایعرف اقوی حفظا ولا احسن خطامنہ، فان رأیت ان نتخذہ کاتبا فامتنع عمر من ذٰلک وقال اذا اتخذت بطانۃ من غیر المؤمنین[2]

یعنی اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو منع فرمایا کہ غیر مسلم کو اپنا رازدار نہ بناؤ تو یہ تمام کفار سے ممانعت ہے اور تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عرض کی گئی کہ شہر حیرہ میں ایک نصرانی ہے اس کا سا حافظ اور عمدہ خط کسی کا معلوم نہیں حضور کی رائے ہو تو ہم اسے محرر بنالیں، امیر المومنین نے اسے قبول نہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ایسا ہو تو میں غیر مسلم کو رازدار بنانے والا ٹھہروں گا۔

تفسیر لباب التاویل وغیرہ پارہ ۶ میں ہے:

روی ان ابا موسٰی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قلت لعمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ ان لی کاتبا نصرانیا فقال مالک ولہ قاتلک اللہ الا اتخذت حنیفا یعنی مسلما اما سمعت قول اللہ

یعنی ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہوا کہ میں نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم سے عرض کی میرا ایک محرر نصرانی ہے، فرمایا تمہیں اس سے کیا علاقہ خدا تم سے سمجھے کیوں نہ کسی کھرے مسلمان کو محرر بنایا کیا تم نے یہ ارشادِ الٰہی نہ سنا کہ اے ایمان والو!

---

[1] القرآن الکریم ۹/ ۱۶

[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۳/ ۱۱۸ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۸/ ۲۱۰

عزّوجل یا ایھا الذین اٰمنوا لاتتخذوا الیھود والنصٰری اولیاء قلت لہ دینہ ولی کتابتہ قال لا اکرمھم اذ اھانھم اللہ ولا اعزھم اذ اذلھم اللہ ولا ادنیھم اذ ابعدھم اللہ قلت لایتم امر البصرۃ الایہ فقال مات النصرانی والسلام یعنی ھب انہ مات فما تصنع بعد فما تعمل بعد موتہ فاعلمہ الاٰن واستغن عنہ بغیرہ من المسلمین۔[1]

یہود و نصارٰی کو یار نہ بناؤ، میں نے عرض کی اس کا دین اس کے لئے ہے مجھے تو اس کی محرری سے کام ہے، فرمایا میں کافروں کو گرامی نہ کروں گا جبکہ انھیں اللہ نے خوار کیا، نہ انھیں عزّت دوں گا جب کہ اللہ نے انھیں ذلیل کیا، نہ ان کو قُرب دُوں گا جب کہ اللہ نے انھیں دور کیا۔ میں نے عرض کی بصرہ کا کام بے اس کے پُورا نہ ہو گا۔ فرمایا مرگیا نصرانی، یعنی فرض کرلو کہ وہ مرگیا اس کے بعد کیا کرو گے جو جب کرو گے اب کرو اور کسی مسلمان کو مقرر کرکے اس سے بے پروا ہو جاؤ۔

شرح سیر کبیر پھر ردالمحتار علی الدرالمختار میں ہے،

یہ ناخذ فان الوالی ممنوع من ان یتخذ کاتبا من غیر المسلمین لقولہ تعالٰی لاتتخذوا بطانۃ من دونکم۔[2]

ہم امیر المؤمنین کے اسی ارشاد پر فتوٰی دیتے ہیں بیشک والی کو جائز نہیں کہ کسی کافر کو محرر بنائے کہ اللہ تعالٰی فرماتا ہے اپنے سوا اوروں کو رازدار نہ بناؤ۔

سبحٰن اللہ! جب ان کو محرر تک بنانا ناجائز و خلافِ قرآن عظیم ہے تو مساجدِ مسلمین ان کے ہاتھ میں سپرد کرنا اور اتنا عظیم منصب دینا کس درجہ سخت حرام ہونا لازم۔

(۶) متولی کرنا حرام ہے مگر اسے کہ امین و خیر خواہ ہو، یہاں تک کہ خود واقف پر اگر اطمینان نہ ہو وقف سے اسے باہر نکال دینا واجب ہے۔ اسعاف فی حکم الاوقاف میں ہے،

لایولی الا امین لان الولایۃ مقیدۃ بشرط النظر ولیس من النظر تولیۃ الخائن لانہ یخل بالمقصود۔[3]

متولی نہ کیا جائے مگر جس پر پورا اطمینان ہو کہ تولیت میں وقف کا فائدہ دیکھنے کی شرط ہے اور جس پر اطمینان نہ ہو اس کا متولی کرنا رعایت فائدہ سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا کہ وہ اصل مقصود میں خلل ڈالتا ہے۔

---

[1] لباب التاویل فی معانی التنزیل (تفسیر الخازن) تحت آیۃ ۵/۵۱ مصطفی البابی مصر ۲/۶۳-۶۲

[2] ردالمحتار کتاب الزکوٰۃ باب العاشر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۸

[3] ردالمحتار بحوالہ الاسعاف فی حکم الاوقاف کتاب الوقف 〃 〃 〃 ۳/۳۸۵

فتاوٰی بزازیہ و درر و غرر و تنویر الابصار و درمختار وغیرہا میں ہے:

ینزع وجوبا لو الواقف فغیرہ اولٰی غیر مأمون[1]

یعنی اگر خود واقف قابلِ اطمینان نہ ہو تو اسے نکال دینا واجب، پھر دوسرے کا کیا ذکر۔

اور قرآنِ عظیم شاہد ہے کہ غیر مسلم ہرگز کسی معاملہ کا خیر خواہ نہ ہوگا، اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

یٰایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بینا لکم الاٰیٰت ان کنتم تعقلون[2]

اے ایمان والو! اپنے غیروں سے کسی کو راز دار نہ بناؤ وہ تمھاری بدخواہی میں کمی نہ کریں گے ان کی دلی تمنا ہے تمھارا مشقت میں پڑنا، دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں دبی ہے وہ بڑی ہے، ہم نے تمھارے سامنے نشانیاں صاف بیان فرما دیں اگر تمھیں عقل ہو۔

(۷) تنویر الابصار وغیرہ متون میں ہے: العاشر حر مسلم[3] یعنی عشر تحصیل کرنیوالے کی تعریف میں آزاد اور مسلمان ہونا داخل ہے۔ غایۃ البیان امام اتقانی شرح ہدایہ و بحر الرائق شرح کنز الدقائق و رد المحتار علی الدر المختار میں ہے:

لا یصح ان یکون کافرا لانہ لا یلی علی المسلم[4] بالاٰیۃ۔

یعنی تحصیل عشر پر کسی کافر کو مقرر کرنا باطل محض ہے کہ بنصِ قرآن اسے کسی مسلم پر کوئی اختیار نہیں مل سکتا۔

عشر لینے والا راستوں پر مقرر کیا جاتا ہے کہ تاجروں سے عشر تحصیلے، راہ کی حفاظت کرے، جیسے بلاتشبیہ یہاں چونگی کا محرر اور راستوں کی چوکی کا پولیس مین۔ جب اتنی خفیف دنیوی خدمت پر انھیں مقرر کرنا اصلاً درست نہیں تو ایسے عظیم دینی کام پر تقرر کیونکر ممکن۔

(۸) لاجرم صریح تصریحیں لیجئے۔ درمختار میں ہے:

بھذا یعلم حرمۃ تولیۃ الیھود علی الاعمال[5]

یہاں سے معلوم ہوا کہ اسلامی کاموں پر یہودی (یعنی کسی کافر) کا متولی کرنا حرام ہے۔

---

[1] درمختار | کتاب الوقف | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۳۸۳

[2] القرآن الکریم ۳/۱۱۸

[3] درمختار شرح تنویر الابصار | کتاب الزکوٰۃ | باب العاشر | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۱۳۶

[4] ردالمحتار | 〃 | 〃 | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۲/۳۸

[5] درمختار | 〃 | 〃 | مطبع مجتبائی دہلی | ۱/۱۳۶

بحرالرائق ورد المحتار میں ہے:

لاشك فی حرمة ذلك[1]

اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں۔

شامی میں ہے:

ای لان فی ذلك تعظیمه وقد نصوا علی حرمة تعظیمه[2]

یعنی اس لئے کہ اس میں اس کی تعظیم ہے اور بیشک ائمہ دین نے تصریحیں فرمائیں کہ کافر کی تعظیم حرام ہے۔

شرنبلالیہ علی الدرر پھر رد المحتار میں ہے:

علم مما ذکرناه حرمة تولیة الفسقة فضلا عن الیهود والکفرة[3]

یعنی جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ فاسق کو متولی کرنا حرام ہے چہ جائیکہ یہودی و دیگر کفار۔

(۹) تمام عبارات و دلائل کہ یہاں تک مذکور ہوئے مطلقاً ہر کافر میں ہیں اگرچہ کافر ذمی ہو جو سلطنت اسلامیہ میں فرمانبردار و جزیہ گزار ہو کر رہتا ہے اور اکثر معاملات میں اس کا حکم مسلمانوں کا سا رکھا گیا ہے نہ کہ حربی جس سے انقطاع کلی کا حکم ہے اور امان لے کر بھی دار الاسلام میں سال بھر تک رہ ہی نہیں سکتا کہ مرتد جسے سلطانِ اسلام فوراً قتل کرے گا اور اگر غور کے لئے مہلت مانگے تو تین دن کی مہلت دے گا اور ان میں بھی قید ہی رکھے گا، متولی کس وقت کرے گا۔ تنویر الابصار میں ہے:

لا یمکن حربی مستأمن فینا سنة[4]

حربی مستامن ہمارے درمیان ایک سال نہیں ٹھہر سکتا۔ (ت)

درمختار میں ہے:

من ارتد عرض الحاکم علیه الاسلام وتکشف شبهته ویحبس وجوبا ثلثة ایام ان طلب المهلة والاقتله من ساعته الا اذا رجی

جو مرتد ہو جائے حاکم اس پر اسلام پیش کرے گا اور اس کے شبہہ کا ازالہ کرے گا اگر وہ مہلت طلب کرے تو لازمی طور پر تین دن قید رکھا جائے گا ورنہ حاکم اسلام اسی وقت اس کو قتل کر دے گا سوائے

---

[1] رد المحتار کتاب الزکوٰۃ باب العاشر دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/۳۸

[2] " " " " " " " "

[3] " " " " " " " "

[4] درمختار شرح تنویر الابصار کتاب الجہاد فصل فی استیمان الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/۳۴۶

مطلب عبارت ردالمحتار

اسلامہ بل الغرض[1] اس کے کہ اس کے اسلام کی امید ہو، بدائع۔ (ت)

عبارت ردالمحتار یشترط للصحة بلوغہ وعقلہ لاحریتہ واسلامہ صراحۃ[2] (صحتِ تولیت کے لئے بلوغ اور عقل شرط ہے حریت اور صراحۃً مسلمان ہونا شرط نہیں۔ ت) خاص دربارۂ ذمی ہے یعنی متولی بن سکنے کے لئے اسلام شرط نہیں کہ کافر ذمی بھی اگر متولی کیا جائے گا ہو جائے گا نہ یہ کہ کوئی کافر کیسا ہی ہو متولی ہو سکتا ہے، اس عبارت کے متصل ہی خود اس میں اس کی سند یہ لکھی:

لما فی الاسعاف لو اوصی الی صبی تبطل فی القیاس مطلقا وفی الاستحسان ھی باطلۃ مادام صغیرا ولو کان عبدا یجوز قیاسا واستحسانا، ثم الذمی فی الحکم کالعبد فلو اخرجھما القاضی ثم عتق العبد واسلم الذمی لا تعود الیھما اھ بحر ونحوہ فی النھر[3]۔

یعنی اسلام شرط نہ ہونے کی سند وہ ہے جو اسعاف میں فرمایا کہ اگر کسی نابالغ کو وصی کیا تو قیاس میں مطلقاً باطل ہے، اور استحسان یہ ہے کہ اس کے نابالغ رہنے تک باطل ہے اور اگر غلام ہو تو قیاس و استحسان دونوں میں صحیح ہے اور حکم میں ذمی مثل غلام ہے، پھر اگر حاکم نے انھیں وصایت سے نکال دیا اور اس کے بعد غلام آزاد ہوا اور ذمی اسلام لے آیا تو وصی نہ ہو جائینگے، یہ بحر میں ہے اور اسی کے مثل نہر میں۔

فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے:

لا تشترط الحریۃ والاسلام للصحۃ لما فی الاسعاف ولو کان عبدا یجوز قیاسا واستحسانا والذمی فی الحکم کالعبد فلو اخرجھما القاضی ثم عتق العبد واسلم الذمی لا یعود الولایۃ الیھما کذا فی البحر الرائق[4]۔

یعنی متولی بن سکنے کے لئے آزادی و اسلام اس سند سے شرط نہیں کہ اسعاف میں فرمایا کہ اگر غلام ہو تو قیاس و استحسان دونوں میں اس کی وصایت ممکن ہے اور حکم میں ذمی بھی غلام کے مثل ہے اور اگر قاضی نے انھیں نکال دیا پھر غلام آزاد اور ذمی مسلمان ہوا تو اس سے وصایت ان کی طرف عود نہ کر آئے گی، ایسا ہی بحرالرائق میں ہے۔

دیکھو صراحۃً کلام کافر ذمی میں ہے اور مرتد ہرگز اس کی مثل نہیں وہ سب کافروں سے بدتر ہے۔

---

[1] درمختار کتاب الجہاد باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶-۳۵۵

[2] و [3] ردالمحتار کتاب الوقف داراحیاء التراث العربی بیروت ۳/ ۳۸۵

[4] فتاوٰی ہندیہ کتاب الوقف الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۴۰۸

اشباہ والنظائر میں ہے:

المرتد اقبح کفرا من الکافر الاصلی[1] یعنی مرتد کفر میں کافر اصلی سے بدتر ہے۔

شرطِ اسلام نہ ہونے کے لئے ایک قسم کے کافر کا کسی ایک صورت میں متولی بن سکنا کافی ہے نہ کہ شرطیت اسلام جبھی نہ ہوگی کہ ہر قسم کا کافر متولی بن سکے مگر کم علمی و نافہمی عجب چیز ہے پھر صحت کے لئے شرط نہ ہونے سے اتنا ہی تو ہوا کہ بن سکنا محتمل ہے نہ یہ کہ اسے متولی بنانا جائز و حلال ہے۔ ابھی ابھی اسی ردالمحتار و دیگر معتمدات سے صاف تصریحیں گزریں کہ کسی کافر کو متولی بنانا مطلقاً حرام ہے اور اسی میں کلام ہے، جو امر ہمارے دین میں حرام ہے اسے روا رکھنا صریح مذہبی دست اندازی و بدخواہی اسلام ہے۔

(۱۰) پھر یہ بھی اسی حالت میں ہے کہ اس کے ذمہ صرف نگہداشت یا ضروری اشیاء کی خرید و فروخت حساب کی لکھت پڑھت ہو کسی مسلمان پر اسے کوئی اختیار نہ دیا گیا ہو اس صورت میں متولی اگرچہ ہو سکے گا مگر کرنا حرام ہے۔ ردالمحتار کی عبارت مذکورہ اسی صورت سے متعلق ہے اور اگر اسے کوئی اختیار دیا جائے مثلاً امام یا مؤذن یا فراش یا اور کسی ملازم کی موقوفی یا بحالی یا اضافہ یا کمی یا رخصت یا معطلی میں کچھ دخل جب تو اس کی تولیت نہ صرف حرام بلکہ باطل محض ہے ہو سکتی ہی نہیں جیسا کہ ابھی اسی ردالمحتار و بحرالرائق و غایۃ البیان سے گزرا اور انہیں کتابوں میں اس پر اس آیہ کریمہ سے دلیل لائے:

لن یجعل اللہ للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا[2] یعنی شریعتِ الٰہیہ ہرگز کسی کافر کو کسی مسلمان پر کوئی اختیار نہ دے گی۔

بالجملہ رافضی کو مسجد خواہ کسی وقف کا ذی اختیار متولی کرنا جس سے کسی مسلمان ملازم وغیرہ پر اسے کوئی اختیار ملے یہ تو ممکن ہی نہیں اگر کیا جائے نہ ہو سکے گا اور اس کی تولیت باطل محض ہوگی اور محض بے اختیار متولی کیا جائے یہ بھی کم از کم قطعاً حرام اور مذہبی دست اندازی و بدخواہی اسلام ہے۔ بفرضِ غلط اگر رافضی کافر نہ بھی ہوتا تو مجرد فاسق عملی سے تو یقیناً بدتر ہے کما نص علیہ فی الغنیۃ شرح المنیۃ، اور ابھی شرنبلالیہ و ردالمحتار سے گزرا کہ فاسق کا متولی کرنا بھی حرام ہے۔ یہ ہے مسئلہ کی تحقیق و باللہ التوفیق۔

(۱۱) روافض کو اپنے ساتھ نماز میں شریک کرنا ہرگز جائز نہیں کہ جب وہ شرعاً مسلمان ہی نہیں تو وہ نہ اہلِ عبادت ہیں نہ ان کی نماز نماز کہ عبادت کی پہلی شرط اسلام ہے اور جب ان کی نماز باطل محض ہے

---

[1] الاشباہ والنظائر کتاب السیر والردۃ الفن الثانی ادارۃ القرآن کراچی ۱/۲۹۱
[2] القرآن الکریم ۴/۱۴۱

تو انھیں شریک کرنا صف کا قطع کرنا ہوگا کہ غیر نمازی صف میں کھڑا ہے اور صف کا قطع کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من قطع صفا قطعه الله[1]۔ رواه النسائی والحاکم عن ابن عمر رضی الله عنهما بسند صحیح۔

جو کسی صف کو قطع کرے اللہ اسے قطع کرے۔ اس کو امام نسائی اور امام حاکم نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا۔ (ت)

رافضیوں کے بارے میں حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بتخریج عقیلی و ابن حبان گزری اس کی روایت ابن حبان میں ہے:

ولا تصلوا علیهم ولا تصلوا معهم[2]۔

نہ رافضیوں کے جنازے کی نماز پڑھو نہ رافضی کے ساتھ نماز پڑھو۔

(۱۲) جو لوگ ان احکام شرعیہ کی مخالفت کریں رافضی کو متولی بنائیں یا اسے نماز میں داخل کریں صراحۃً شریعت کے بدلنے والے اور احکام الٰہی کے خلاف چلنے والے اور مستحق تعزیر شدید و عذاب مدید ہیں یہ بھی جب کہ ان روافض کے عقائد پر مطلع ہو کر انھیں کافر جانیں اور براہ خباثت نفس اپنے کسی دنیوی علاقہ کے سبب ان امور کے مرتکب ہوں ورنہ ایسی حالت میں انھیں مسلمان جانیں تو خود ہرگز مسلمان نہ رہیں گے۔ بزازیہ و ذخیرۃ العقبٰی و مجمع الانہر و درمختار وغیرہ میں ہے:

من شك فی عذابه وکفره فقد کفر[3]۔

جو ان کے عذاب اور کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

تنبیہ: یہ احکام کہ ہم نے لکھے یعنی مسجد خواہ کسی وقف کا ادنٰی ذی اختیار متولی اصلاً نہ ہوسکنا اور غیر ذی اختیار متولی کرنا بھی حرام ہونا اور اسلامی کسی کام میں انھیں دخل دینا باطل و مردود ہونا اور نماز میں انھیں داخل کرنے کی تحریم اور یہ کہ ان کی نماز نماز نہیں، یونہی جملہ احکام ارتداد کہ ان کے تمام اعمال حبط اور ان کے نکاح باطل و فسخ، اور یہ کہ جہاں بھر میں کسی سے ایسے عقیدہ کے مرد یا عورت کا نکاح نہیں ہوسکتا نہ مسلمان سے نہ کافر سے نہ مرتد سے، جس سے ہوگا زنائے محض ہوگا، اور یہ کہ وہ اپنے کسی مورث کے اصلاً وارث نہیں ہوسکتے اگرچہ ان کا باپ یا بیٹا ہو اور یہ کہ انھیں کسی بالغ یا نابالغ

---

[1] سنن النسائی کتاب الامامۃ والجماعۃ باب من وصل صفا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۱۳۱
[2] کنز العمال بحوالہ ابن النجار عن انس الخ حدیث ۲۹-۳۲۵۲۸ موسستہ الرسالہ بیروت ۱۲/ ۵۴۰
[3] درمختار باب المرتد مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۳۵۶